© rasailojaraid.com

رسائل و مسائل

حقوق العباد اور عبادات میں ترجیح

سوال: شریعت کے مختلف ستون ہیں، مثلاً عبادات، اخلاقیات اور معاملات۔ ان میں ترجیح کس طرح متعین ہوگی؟ مثال کے طور پر ایک شخص عبادات میں بہت اچھا ہے لیکن معاملات اور اخلاقیات بالکل ادا نہیں کرتا تو کیا ایسی صورت میں وہ عبادات کے اجر کا مستحق ہوگا؟ اسی طرح اگر معاملات اور اخلاقیات میں بہت اچھا ہو لیکن عبادات میں کمزور ہو تو کیا اللہ کے نزدیک اس کا رتبہ بہ نسبت پہلے کے زیادہ ہوگا؟

جواب: آپ نے اپنے سوال میں عبادات، اخلاقیات اور معاملات کے حوالے سے یہ جاننا چاہا ہے کہ ان میں ترجیح کیا ہوگی، یعنی اگر ایک شخص یہ سمجھتا ہو کہ وہ انسانوں کی خدمت کے خیال سے سیلاب زدگان یا زلزلہ کے متاثرین کا کسی کچی آبادی کے رہنے والوں کی طبی امداد میں لگا ہوا ہے، ان میں کھانا تقسیم کر رہا ہے، اس لیے اذان ہو رہی ہے تو ہوتی رہے، وہ بعد میں جب فرصت ہوگی نماز پڑھ لے گا تو کیا اس کا ایسا کرنا شریعت کے اصولوں کی روشنی میں درست ہے؟

یہ بات ہمارے ذہن میں واضح ہونی چاہیے کہ اسلام دو چیزوں سے عبارت ہے۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر مشروط اطاعت، اور جس طرح اللہ اور رسولؐ چاہتے ہوں اللہ کے بندوں اور دیگر موجودات کے حقوق کی ادائیگی، ان میں نہ کوئی تضاد ہے اور نہ کوئی ابہام۔ فرائض کی اوّلیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ حالتِ جہاد میں بھی نماز کی پابندی کا حکم ہے۔ گو اس کی شکل بدل جاتی ہے اور بجائے مکمل نماز بیک وقت پڑھنے کے ایک ایک رکعت کی شکل میں اسے ادا کیا جاتا ہے۔ اس طرح کہ پہلے فوج کا ایک حصہ امام کے پیچھے ایک رکعت نماز ادا کرتا ہے، جب کہ دوسرا حصہ دشمن کے مدمقابل حفاظت کے لیے کھڑا ہو جاتا ہے۔ ایک رکعت ادا کرنے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے بعد سپاہی دشمن کے مدمقابل حفاظت کے لیے چلے جاتے ہیں، جب کہ پہلے سے حفاظت پر مامور سپاہی امام کے پیچھے کھڑے ہوکر ایک رکعت ادا کرتے ہیں۔ امام کے سلام پھیرنے کے بعد دونوں باری باری اپنی بقیہ رکعت ادا کر لیتے ہیں۔ اگر صرف عقل کی بنیاد پر فیصلہ کرنا ہوتا تو جان کی حفاظت اور دفاعی ضرورت کے پیش نظر عقل یہی فیصلہ کرتی کہ پہلے اپنی اور دوسروں کی جان بچانے کے لیے میدانِ جہاد میں فتح حاصل کرو۔ اس کے بعد یکسوئی اور خشوع و خضوع کے ساتھ نماز ادا کرنا۔ لیکن شریعت کی بنیاد ادلہ (دلیل)، مقصد اور حکمت تینوں پر ہے۔ دلیل قرآن و سنت سے، مقصد شریعت کے اصولوں سے، اور حکمت دین کے فہم کی بنیاد پر تلاش کی جاتی ہے۔ چنانچہ حالتِ جہاد میں نماز کی ایک رکعت کا اس طرح ادا کرنا کہ اسلحہ رکھ دیا ہے اور بقیہ اہلِ ایمان جنگ میں مصروف ہیں اور نمازیوں کی حفاظت بھی کر رہے ہیں عین شریعت، مقاصد اور عقل کے مطابق ہے۔

اخلاق اور معاملات میں کوئی تفریق کرنا بہت مشکل ہے کیونکہ اسلام میں معاملات کی بنیاد اخلاق پر ہے۔ اخلاق چند نظریاتی باتوں اور اصولوں کا نام نہیں ہے بلکہ عمل کا نام ہے۔ اس بنا پر اُم المومنین سیدہ عائشہؓ نے فرمایا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق دیکھنا ہو تو قرآن میں دیکھ لو۔ جو کچھ قرآن نے کہا، آپؐ نے اسے اپنی حیاتِ مبارکہ میں ڈھال دیا۔ گویا جس طرح اداراتی علوم کے ماہرین تجارتی اخلاقیات پر کتب لکھتے ہیں، جامعات میں پڑھاتے ہیں اور اچھی خاصی فیس لے کر ورکشاپ میں مشق کراتے ہیں، اسی طرح نہ صرف تجارت بلکہ اسلامی نقطۂ نظر سے ہر کام کا ایک اخلاق ہے۔ نماز کا اخلاق خشیت ہے۔ زکوٰۃ کا اخلاق اخفا اور اظہار کے ساتھ دینا ہے۔ لیکن اس طرح کہ وہ کسی پر احسان ہے نہ خیرات بلکہ مستحق کو اس کا حق پہنچانا ہے۔ ایسے ہی جہاد کا اخلاق یہ ہے کہ اسے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے کیا جا رہا ہے۔ اس میں نہ نمایش مقصود ہے نہ کسی تمغے کا حصول۔ والدین کے ساتھ اخلاق، ان کے حقوق کی ادایگی ہے۔ ایسے ہی ہمسایہ کے ساتھ اخلاق، اس کے حقوق کی ادایگی ہے۔ گویا اسلام میں تمام معاملات اخلاق کے تابع ہیں۔

ان دو گزارشات کے بعد اگر آپ کے سوال پر غور کیا جائے تو اوّلاً معاملات اور اخلاقیات میں کوئی فرق نہیں ہوسکتا۔ ثانیاً، عبادت اللہ کا بندے پر حق ہے۔ اسی طرح حقوق العباد کا ادا کرنا نہ صرف معاملات بلکہ عبادت کے دائرے میں بھی شامل ہے۔ والدین کے حقوق ہوں یا ہمسایے

© rasailojaraid.com